مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی

قادیانیوں کی عید

جب قادیانی سازشوں کی بدولت پاکستان کا مشرقی بازو کٹ گیا تو آنے والی رات جو مسلمانوں کے لئے سقوط بغداد کے بعد سب سے زیادہ کرب اور اندوہ والی رات تھی اس میں مسلمان تو ملک ٹوٹنے کے غم میں روتے اور تڑپتے رہے اسکے برعکس قادیان اور ربوہ میں چراغاں کیا گیا۔

جلد نمبر ۳

۲۹ جون تا ۵ جولائی مطابق ۲۹ رمضان تا ۶ شوال

شمارہ نمبر ۵

(خصائل نبوی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات درباب اشعار

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمہ اللہ

یہاں پر ایک امر پر تنبیہ اشد ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی واقعہ کے متعلق صرف ایک دو روایت دیکھنے سے کسی قسم کا اشکال پیدا کرلینا یہ علم کی کوتاہی ہے کسی ایک، دو حدیث میں اکثر واقعہ کی پوری تفصیل نہ آسکتی ہے نہ مقصود ہوتی ہے۔ ہر واقعہ کے متعلق اگر کوئی رائے قائم کرنا ہو تو جب تک اُس واقعہ کے پورے حالات سامنے نہ ہوں رائے زنی بے محل ہے۔ اسی جنگ حنین کے متعلق کسی مختصر تاریخ کو دیکھ کر یا ایک دو حدیثوں کا ترجمہ دیکھ کر یہ خیال کرنا کہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ساری جماعت یا پورا لشکر دس ہزار کا بھاگ گیا تھا اور بجز دو چار نفر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نہ رہا تھا۔ واقعہ کے خلاف ہونے کے علاوہ عقل سے بھی دور ہے کفار کی جماعت جو بیس ہزار سے زیادہ تھی اُس کو کیا مشکل تھا کہ دو چار نفر کا محاصرہ کرلیتے جب کہ سب بھاگ چکے تھے چہ جائیکہ ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تھے کوئی بھی ساتھ نہ تھا زیادہ تعجب ان لوگوں پر ہے جو لڑائیوں کے حالات سے واقف بھی ہیں۔ لشکروں کی ترتیب اور حملہ کے حالات پر بصیرت رکھتے ہیں۔ وہ کسی ایسی روایت سے متعجب یا متاثر ہوں۔ لشکر کی عام ترتیب کے موافق پانچوں حصوں پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کی بھی ترتیب فرمائی تھی۔ مقدمۃ الجیش (لشکر کا اگلا حصہ) میمنہ میسرہ (دایاں بایاں حصہ) قلب یعنی درمیانی حصہ جس میں امیر لشکر کی حیثیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے۔ اور پانچواں حصہ ساقہ کا پچھلا حصہ اس کے علاوہ ہر ہر جماعت کا مستقل حصہ تھا۔ جس کا ایک امیر مستقل جھنڈا لیے ہوئے تھا اُس کی جماعت اُس کے ساتھ تھی۔ مہاجرین کا جھنڈا حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں تھا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سعد بن ابی وقاص، اُسید بن حضیر، خباب بن منذر وغیرہ وغیرہ حضرات ایک ایک جماعت کے امیر بنے ہوئے اپنی اپنی مقررہ جگہ پر مامور تھے۔ مقدمۃ الجیش میں قبیلۂ بنی سلیم کی جماعت تھی۔ جس کا جھنڈا حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ میں تھا یہ جماعت لشکر کا اگلا حصہ تھا اسی جماعت کے ساتھ یہ قصہ پیش آیا کہ جب یہ گھاٹیوں کے درمیان سے نکلے تو دشمنوں نے اول پسپائی اختیار کی جس کی وجہ سے ان کو آگے بڑھنے اور اپنے آپ کو غالب سمجھ کر مال غنیمت کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ملا اور چھپے دشمنوں نے چاروں طرف سے تیر برسانا شروع کر دیا ایسی صورت میں اس جماعت کی پسپائی بھی فطری چیز تھی اور ان کی پسپائی سے تمام لشکر میں تشویش انتشار اِدھر اُدھر دوڑنا ضروری تھا۔ لیکن اس کا مطلب یہ لینا کہ سارا ہی لشکر بھاگ گیا تھا۔ پورے حالات پر نظر نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ عبد الرحمٰن ایک شخص کا بیان نقل کرتے ہیں جو اُس وقت کافر تھا۔ کہ ہم نے جب مسلمانوں پر حنین میں حملہ کیا اور ان کو پیچھے ہٹانا شروع کیا تو وہ ہمارے مقابلے کی تاب نہ لا سکے اور پیچھے ہٹتے رہے ہم لوگ ان کا تعاقب کرتے رہے اور آگے بڑھتے رہے بڑھتے بڑھتے ہم ایک ایسے شخص تک پہنچے جو سفید خچر پر سوار تھے اور نہایت ہی حسین چہرہ والے۔ لوگ ان کے گرد جمع تھے انھوں نے ہم کو دیکھ کر شاہت الوجوہ ارجعوا کہا یہ کہنا تھا کہ ہم مغلوب ہونا شروع ہوگئے اور وہ ہم پر چڑھ گئی۔ اسی بنا پر حضرت براءؓ نے شمائل کی

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوت

کراچی

جلد نمبر ۳

شمارہ نمبر ۵

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

ڈیڑھ روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ــــ ۶۰ روپے
ششماہی ــــ ۳۵ روپے
سہ ماہی ــــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی

فہرست

۱ خصائل نبوی ؐ
حضرت شیخ الحدیث ۲

۲ ابتدائیہ
مولانا سعید احمد جلال پوری ۵

۳ مرزا غلام محمد اور امراض خبیثہ
مولانا تاج محمد ۷

۴ اکابر دیوبند اور عشق رسول ؐ
حضرت محمد اقبال رنگونی ۹

۵ کاروان ختم نبوت
مولانا منظور احمد الحسینی ۱۲

۶ قصص القرآن کی نظم بندی
حضرت مولانا محمد تقی عثمانی ۱۴

۷ قادیانی غیر مسلم ہیں
اختر کاشمیری ۱۸

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب ــــــــ ۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی اردن اور شام ــــــ ۲۳۵ روپے
یورپ ــــــــ ۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا ــــــــ ۲۷۰ روپے
افریقہ ــــــــ ۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان ــــــــ ۱۶۵ روپے

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: ۲۰/A ساشترو مینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

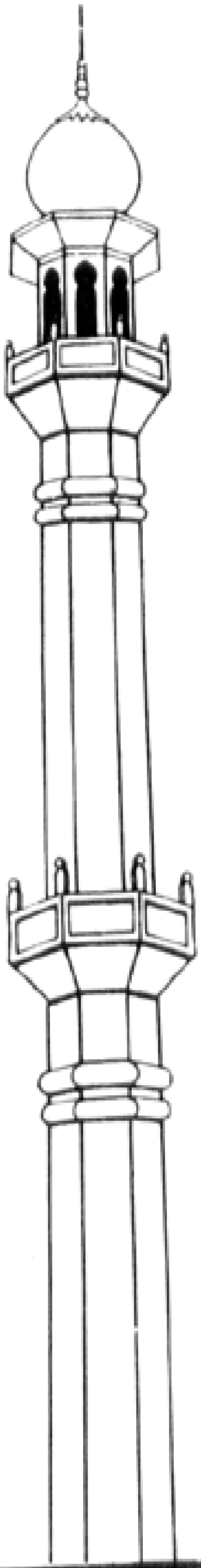

رُوحِ فکر

انسان وقت کے دھارے پر بہتا جاتا ہے
اور حالات کے ہاتھوں بے بس ہے
لیکن کوئی دھن کا پکا اپنی سمت خود مقرر کرتا ہے،
ہمت نہیں ہارتا اور ہاتھ پیر مارے جاتا ہے
اور پھر منزل اس کے قدم چوم لیتی ہے

باشعور انسان اپنی زندگی خود بناتے ہیں اور جب
ایک ہی وقت میں ایک ہی لگن کے ساتھ ایسے انسانوں کی
بڑی تعداد ایک ہی منزل کی طرف بڑھتی ہے

تو قوم کی تاریخ بدل جاتی ہے - ۲۷ رمضان المبارک کو
پاکستان کا قیام اس حقیقت کا شاہد ہے
تاریخ قوموں کے عروج و زوال کی داستان ہے
ہر عروج کا پس منظر ایک ہی ہے

عمل اور مسلسل عمل، جدوجہد اور پیہم جدوجہد
اور ہر زوال عزم اور عمل کے فقدان کا نوحہ ہے

اپنے عزم و عمل سے تاریخ کا رُخ بدل دیجیے

رُوحِ تاریخ کو سمجھیے

ہمدرد

ہم خدمت خلق کرتے ہیں

کثیر الاشاعت ختم نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام

علی من لا نبی بعدہ

مرزائی اور عیسائی مشنری

"چرچ ورلڈ مومنٹ کے مرکزی قائد جناب ناظر ایس بھٹی نے بعض مسیحی مذہبی رہنماؤں کے سیاست میں ملوث ہونے پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانی جب سے اقلیت قرار دیئے گئے ہیں وہ چند مخصوص مسیحی مذہبی رہنماؤں کو اپنے مفادات کی خاطر استعمال کرکے امن کی صورتحال کو خراب کرنے کے لیے روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں انہوں نے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد بعض مسیحی اداروں کے نام بڑی بڑی بیرونی امداد پر کڑی نظر رکھی جائے انہوں نے کہا کہ مسیحی قوم ان سازشی عناصر کا محاسبہ کرے گی اور ملک کی بقا اور ترقی کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔"

(۴ جون ۱۹۸۴ء روزنامہ جنگ کراچی)

روزنامہ جنگ کی یہ خبر پڑھ کر کسی حد تک حیرانی سی ہوئی۔ کیونکہ عیسائی اور مرزائی چپقلش ہمارے نزدیک اس لیے بعید ہے کہ قادیانیت عیسائی استعمار کا خود کاشتہ پودا ہے۔ لیکن تھوڑے تامل کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ بیان کسی اختلاف پر مبنی نہیں بلکہ یہ ان میں سے ہر ایک کی اپنے اپنے مشن میں فنی مہارت کا مظہر ہے۔ چنانچہ موجودہ دور میں مسلمانوں کے ہاں مرزائیوں سے جس قدر نفرت پائی جاتی ہے، عیسائیوں سے اتنا نہیں۔ کیونکہ ہر ایک جانتا ہے کہ عیسائی پکے کھلے اسلام دشمن کافر ہیں اور اس کا خود انہیں بھی اعتراف ہے مگر مرزائی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے ہاں ان کا وجود کسی صورت میں بھی گوارہ نہیں۔

اس نفرت کے پیش نظر جب مرزائیوں کو مسلمانوں کو ورغلا کر اسلام سے برگشتہ کرنا کسی قدر مشکل معلوم ہوا تو انہوں نے خطیر رقموں کے ذریعہ ایک طرف تو مسلمانوں میں پائی جانے والی نفرت کے سیلاب کا رخ اپنے بجائے عیسائیوں کی طرف پھیرنے کی کوشش کی اور دوسری طرف اپنے مشن کے حیا رکے لئے بھی اپنے محسنوں (عیسائیوں) کا انتخاب کرکے نمک خواری کا حق ادا کر دیا ــــــ یہ اسلام دشمنی کی ایک ایسی کامیاب تدبیر ہے جو ہر حال میں مسلمانوں کے لئے مُضر اور اعدائے اسلام کے لئے مفید ہے۔ جس کو عام عیسائیوں نے اپنے منصوبے کی ایک کڑی سمجھتے ہوئے اس خیال سے قبول کر لیا کہ "ایک تیر سے دو شکار" کے مصداق ہمارے دجال مقصد کی تکمیل کے ساتھ ساتھ زرِ کثیر کا ملنا کسی صورت میں بھی نقصان دہ نہیں۔ لہٰذا وہ مرزائیوں کے آلۂ کار بن گئے۔ مگر دور اندیش اور ذمہ دار افراد نے یہ سوچ کر کہ اس سے تو پاکستان میں ہمارے مستقبل کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے نیز مسلمانوں میں مرزائیوں کے خلاف جو غم و غصہ پایا جاتا ہے وہ سارا ہماری طرف منتقل ہو جائے گا۔ لہٰذا دانشمندی کا ثبوت

دیتے ہوئے انہوں نے وقتی طور پر مرزائیت کے بجائے عیسائیت کی مردہ لاش کو تھام کر اپنے خودکاشتہ پودے کے راز کو طشت ازبام کرنے ہی میں مصلحت جانی۔ اور بزعم خود " پاکستان کی وفاداری کا ثبوت دے کر ان کے خلاف بیان دے دیا جس سے کم ازکم اس بات کی تو وضاحت ہوجاتی ہے کہ مرزائی پہلے صرف عیسائی مشنری کی تعاون میں قادیانیت کے فروغ کے لئے نوکری، چوکری، روپے پیسے کی لالچ دیتے تھے۔ مگراب صدارتی آرڈیننس کے بعد انہوں نے اپنی مہم کو تیز کرکے قادیانیت کے فروغ کے لئے خود عیسائی مشنری کو خریدنے کی کوشش کی۔ جس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوگئے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مرزائی اور عیسائی مشنری کی کڑی نگرانی کی جائے کیونکہ اس سلسلہ کی تمام یورشوں کی ذمہ داری قادیانیوں کے سرآتی ہے۔

اب آیئے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کے صدارتی آرڈیننس کے بعد مرزائی کیا عزائم رکھتے ہیں اور بیرون ملک ان کی کیا سرگرمیاں ہیں؟۔

جہاں تک مرزائی سربراہ کا تعلق ہے اس کے عزائم تو اس کے انٹرویو سے ہی عیاں ہیں کہ وہ اس آرڈی نینس سے کس قدر برہم اور خفا ہیں۔ چنانچہ وہ پاکستان میں بس نہ چلتا ہوا دیکھ کر " روحانی اماں " کی گود میں جا استراحت فرما ہوئے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اس کا ملک سے نکل جانا ہی اس کی علامت ہے کہ اب پاکستان میں اس دجال فتنہ کا مقدر تاریک نظر آرہا ہے جس کی فکر میں وہ ہلکان نظر آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ تمام قادیانی بشمول مرزا طاہر اندرون وبیرون ملک بہت زیادہ سرگرم ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ پاکستان کو کسی طرح نقصان پہنچایا جائے جیساکہ پروفیسر نسیم عثمانی نے روزنامہ جنگ ۴ جون کی اشاعت میں اس کا انکشاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اس مقصد کے لئے اپنے نوجوانوں کو ایک منظم منصوبے کے تحت بیرون ملک بھیج رہے ہیں جو وہاں جاکر پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ مہم منظم کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ مرزا طاہر نے نمائندہ بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے صاف اور واضح طور پر کھلے لفظوں میں اپنے عزائم کا اظہار کرتے ہوئے پہلے سوال کے جواب میں کہا: " اور پھر ایک ایسا انقلابی واقعہ ہوا ہے اس نئے دور میں جس کا دنیا نے نوٹس نہیں لیا اور تعجب ہے " یعنی دنیا (پروردگاران قادیانیت) کو چاہیئے تھا کہ ذریت پروری کا ثبوت دیتے ہوئے پاکستان پر حملہ نہ سہی تو کم ازکم دباؤ ڈال کر ان سے یہی احتجاج کرلیا ہوتا کہ " آخر اس قسم کی انسانی حقوق میں مداخلت اور اس قسم کی کھلی کھلی " کیوں ؟؟ شاید اسی یاد دہانی کے لئے جناب مرزا طاہر صاحب نے وہاں کو قدم رنجہ فرمایا ——— مزید ۷ جون ۸۴ء کے الفضل کے سرورق پر مطبوعہ مرزا خورشید احمد کے نام مرزا طاہر کے پیغام سے بھی پوشیدہ پروگرام کی نشاندہی ہوتی ہے کہ میں جن مقاصد کے لئے کوشاں ہوں اس کے پورے ثمرات شہود پر نہیں آئے اور میری کوششوں کے جو نتائج برآمد ہونے والے ہیں ان کا آپ تصور بھی نہیں کرسکتے چنانچہ لکھتے ہیں! " اللہ کے کچھ فضلوں کو تو آپ نازل ہوتا دیکھ رہے ہیں لیکن جو ابھی پردۂ اخفاء میں ہیں ان کا آپ تصور بھی نہیں کرسکتے " ———

سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا نزول عیسائی فرمانروائی کے علاوہ کسی مسلمان ملک میں ناممکن ہے؟ شاید یہی وجہ ہے کہ وہ مکہ اور مدینہ کے بجائے برطانیہ چلے گئے اگر ایسا نہیں اور یقیناً ایسا نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ ان (فضلوں) سے مراد برطانوی ہمدردیاں ہی ہیں جو کسی وقت بھی پاکستان کے خلاف استعمال کی جاسکتی ہیں ——— اور ان کے بیرون ملک جانے کا بھی یہی مقصد ہے کہ اپنی وفاداریوں کے صلے میں غیرمسلم ممالک کو پاکستان کے خلاف اکسایا جائے تاکہ کسی صورت میں پاکستانی اقتدار مسلمانوں کے بجائے قادیانی نوازوں کے ہاتھ چلا جائے "۔

ان مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مرزا طاہر سمیت تمام قادیانیوں کو جو ملک سے باہر جاچکے ہیں انٹرپول کے ذریعے منگوا کر ان پر پاکستان اور آئین پاکستان سے غداری کے جرم میں مقدمہ چلا کر کڑی سزائیں دی جائیں کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ قادیانی استعماری ایجنٹ ہیں اور وہ مذہبی کے بجائے ایک سیاسی جماعت ہے۔

سعید احمد جلالپوری

مرزا غلام احمد قادیانی کے امراضِ خبیثہ

مولانا تاج محمد صاحب، مدرس قاسم العلوم فقیروالی

امراضِ سر

(۱) ایک انگریزی وضع کا پاخانہ جو ایک چوکی ہوتی ہے۔ اور اس میں ایک برتن ہوتا ہے.... آپ ساتھ لادیں۔ مجھے دوران سر کی شدت سے مرض ہو گئی ہے پیروں پر بوجھ دے کر پاخانہ پھرنے سے میرے سر کو چکر آتا ہے۔

(مکتوب مرزا غلام احمد بنام محمد حسین قریشی مندرجہ رسالہ مکتوبات امام بنام غلام ص۵)

(۲) دو مرضیں میرے لاحق ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں یعنی دوران سر اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب۔ (حقیقۃ الوحی ص۳۰۶)

امراضِ دماغ

(۱) ایک ابتلاء مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ.... میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا۔ اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔

(تریاق القلوب ص۳۵ ط ۲۰۱)

(۲) اس عاجز کا دماغ بہت کمزور ہو گیا ہے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر ۲ ص۲)

(۳) حافظہ میں بہت قصور ہو گیا ہے (مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر ۲ ص۱۵)

امراضِ نزلہ وزکام

(۱) یہ عاجز قریباً دس روز سے بیمار ہے۔ نزلہ اور زکام کا اس قدر غلبہ ہے کہ رات کو نیند نہیں آتی۔ (مکتوبات جلد ۵ نمبر ۱ صفحہ ۱۳)

(۲) میری طبیعت ابھی علیل ہے.... زکام کا بہت زور ہے

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر ۱ ص۱۳)

(۳) میری طبیعت ابھی علیل ہے۔ ضعف دماغ اس قدر ہو گیا ہے کہ بعض اوقات غشی کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔ بباعث کثرت آب بینی دماغ خالی معلوم ہوتا ہے (مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر ۱)

امراضِ چشم

(۱) ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) کی آنکھوں میں "مائی اوپیا" تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۱۱۹)

(۲) یہ عاجز اب تک آنکھوں کے آشوب سے بیمار رہا ہے اس لیے واقعہ وفات صالح محمد پر عزا پرسی نہ کر سکا۔ (مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر ۱ ص۱۰)

(۳) مجھے بباعث شدت درد اور درد چشم اور پانی جاری ہونے کے طاقت نہ تھی کہ کاغذ کی طرف بھی نظر کر سکوں۔ مگر بہر صورت اپنے پر جبر کر کے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ کل کا اندیشہ ہے۔ خاص کر کچہری کے دن کا۔ اللہ تعالیٰ آنکھوں کا درد اور بند رہنے سے بچا دے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر ۳ ص۱۵۵)

امراضِ زبان

(۱) زبان مجاری ہو رہی ہے۔ مرض کے غلبہ سے لاچاری ہے۔ (مکتوبات جلد ۵ نمبر ۲ ص۱۲)

(۲) قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت (غلام احمد) کی زبان میں کسی قدر لکنت ہے۔ اور آپ پرنالے کو پنالہ فرمایا کرتے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۵)

(۳) ڈاکٹر نے پوچھا کہ حضور کو خاص طور پر کیا تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ مگر آپ جواب نہ دے سکے۔ اس لیے کاغذ قلم دوات منگائی گئی۔ اور آپ نے بائیں ہاتھ پر سہارا لے کر بستر سے اٹھ کر کچھ لکھنا چاہا۔ مگر بمشکل دو چار الفاظ لکھ سکے۔ بوجہ ضعف کے کاغذ کے اوپر قلم گھسٹتا ہوا چلا گیا۔ یہ آخری تحریر جس میں غالباً زبان کی تکلیف کا اظہار تھا۔ اور کچھ پڑھا نہیں جاتا تھا۔ جناب والدہ صاحبہ کو دے دی گئی۔ (حقیقۃ الوحی حصہ اول ص۲)

امراض دانت

(۱) ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ آیا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۵)

(۲) مجھے ایک دفعہ خطرناک درد دانت ہوا۔ یہاں تک کہ مارے درد کے غشی ہو گئی۔ (الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۵)

(۳) آخر عمر میں خراب کیڑہ بعض داڑھوں کو لگ گیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۲۵)

امراض سینہ

حضرت صاحب کو سل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۵۵)

امراض دل

دل ڈوبنے کی مرض ایک دفعہ طاری ہو جاتی ہے۔

مکتوبات جلد ۵ نمبر ۲ صفحہ ۹)

درد پہلو و گردہ

(۱) میں چند روز سے بعارضہ درد پہلو اور تپ اور کھانسی بیمار ہوں۔

(مکتوبات جلد ۵ نمبر ا صفحہ ۹)

(۲) یہ عاجز کئی دن سے درد گردہ میں مبتلا رہا۔

(مکتوبات جلد ۵ نمبر ا صفحہ ۹)

امراض سل و دق

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا صاحب کی زندگی میں حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) کو سل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی۔ تمہارے دادا صاحب خود حضرت صاحب کا علاج کرتے تھے اور برابر چھ ماہ تک انہوں نے آپ کو بکرے کے پائے کا شوربہ کھلایا تھا۔ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۵۵)

میں بعض امراض کی وجہ سے بہت ہی کمزور اور ضعیف تھا۔ بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گزر چکا تھا۔ جبکہ مجھے دق کی بیماری ہو گئی تھی۔

حضرت صاحب نے اپنی بیماری دق کا بھی ذکر کیا ہے یہ بیماری آپ کو مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی زندگی میں ہو گئی تھی۔ اور آپ قریباً چھ ماہ تک بیمار رہے۔ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کا علاج خود کرتے تھے۔

(حیات احمد جلد ۲ نمبر ا مرتبہ شیخ یعقوب علی تراب)

ذیابیطس

مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ [illegible] کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور کثرت [illegible]

[illegible]

" دوریہ مارچ، اپریل ۱۹۰۳ء، مولانا نسیم دعوت ندوی "

ذیابیطس تقریباً [illegible] برس سے مجھے لاحق ہے .... اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب روز پیشاب آتا ہے۔ اور امتحان سے بول میں شکر پائی گئی ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۳)

نسخہ زد جام عشق

زعفران، دارچینی، جائفل، افیون، مشک، عقرقرحا، شنگرف، زنگ ان سب کو ہم وزن کرٹ کر گولیاں بناتے ہیں۔ اور روغن سنبل فار میں چرب کر کے رکھتے اور روزانہ ایک گول استعمال کرتے ہیں۔ اس نسخے کے استعمال سے متعلق مرزا غلام احمد "تریاق القلوب" صفحہ ۹۹ پر لکھتے ہیں کہ یہ نسخہ فرشتہ نے میرے منہ میں ڈال دیا۔ پھر میں نے اپنے تئیں خدا داد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۰)

مراق

"میرا تو یہ حال ہے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہوں۔ تاہم مصروفیت کا یہ حال ہے کہ بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا تھا۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی رہتی ہے۔ دوران سر کا درد زیادہ ہو جاتا ہے۔ تاہم اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور اس کام کو کیے جاتا ہوں"۔

(منظور الٰہی صفحہ ۳۴۸۔ اخبار الحکم ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء)

"حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) سے فرمایا کہ حضور! غلام نبی کو مراق ہے۔ تو حضور نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے"۔ (سیرۃ المہدی جلد ۳ صفحہ ۳۰۴)

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا (یعنی مرزا بشیر احمد) کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹریا اور مراق کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۵۵)

ڈاکٹر شاہنواز قادیانی لکھتے ہیں "جب خاندان سے اس کی ابتداء ہو چکی تھی۔ تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔

(ریویو اگست ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۱)

ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مرزا صاحب کے مراق کا سبب [illegible]

حضرت مولانا
محمد اقبال رنگونی

قسط ۶

اکابر دیوبند اور عشق رسولؐ

حکیم الامت حضرت تھانوی اور بارگاہ سید الرسلؐ

مولانا محمد اقبال رنگونی - مانچسٹر۔

محبت رسولؐ علی سبیل الکمال واجب ہے

رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت دولت ایمان اور ایک مومن کا گراں بہا سرمایہ ہے کسی مومن کا دل اس سے خالی نہیں ہو سکتا خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اس حدیث میں محبت کو شرط ایمان قرار دیا گیا

(ملفوظات حضرت حکیم الامۃ حصہ ہفتم صہ۴۱)

حضرت حکیم الامۃؒ ایک اور مقام پہ لکھتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ کسی سے محبت ہونا اور اس محبت کا مقتضاء متابعت ہونا تین سبب سے ہے ایک محبوب کا کمال جیسے عالم سے محبت ہوتی ہے شجاع سے محبت ہوتی ہے اور دوسرا جمال جیسے کسی حسین سے محبت ہوتی ہے تیسرا نوال یعنی عطا و احسان جیسے اپنے منعم و مربی سے محبت ہوتی ہے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں تینوں وصف علی سبیل الکمال مجتمع ہیں۔ . . . جب تینوں وصف جو علت محبت ہیں آپ میں جمع ہیں تو خود اس کا طبعی مقتضا ہے کہ آپ کے ساتھ امت کو اعلیٰ درجہ کی محبت ہونی چاہیے اگرچہ نص شرعی بھی نہ ہو اور جبکہ نصوص شرعیہ بھی اس کے ایجاب میں موجود ہیں تو داعی عقل وطبع کے ساتھ داعی شرع بھی مل کر آپ کے وجوب محبت کو موکد کرتا ہے اور درحقیقت اعظم غایت اس رسالہ کی اسی امر کی طرف اہل ایمان کو متوجہ کرنا ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ ان اسباب و داعی کے ہوتے ہوئے محبت سے اتباع کا انفکاک عادۃً محال ہے جس درجہ کی محبت ہو گی اس درجہ کا اتباع ہو گا اور ظاہر ہے کہ محبت علی سبیل الکمال واجب ہے۔ پس متابعت بھی علی سبیل الکمال واجب ہو گی اور اس میں گو کسی کو کلام نہیں ہو سکتا محض یاد دہانی کی تجدید کے لیے مختصر طور پر تنبیہ کر دی گئی (نشر الطیب صہ۱۹) (مواعظ اشرفیہ صہ۲۶)

حضرت حکیم الامۃ کے مذکورہ بالا ارشاد سے صاف طور پہ معلوم ہوتا ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت شرط ایمان ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں تمام کے تمام اوصاف علی سبیل الکمال مجتمع ہیں اس لیئے امت کو بھی آپ کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی محبت رکھنی چاہیے اسی لیے حضرت تھانویؒ نے یہ رسالہ نشر الطیب ترتیب دیا تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پہ اہل ایمان کے دل میں اکمل طور پہ راسخ ہو۔ حضرت حکیم الامۃؒ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی۔ اس کا اندازہ ایک بچپن کے واقعہ سے لگا لیجئے۔ خود حضرتؒ فرماتے ہیں۔

جب میں والدہ مرحوم کے ساتھ حج کو چلا تو چھوٹی عمر تھی ایک خط میرے پاس آیا کہ اخبار کی خبر ہے کہ سمندر میں تلاطم وطوفان ہے اس حالت میں کہاں جاتے ہو میں نے جواب میں لکھا کہ ؎

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتیباں
چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیباں

(امت کی دیوار کے لیے اب کیا غم ہے جبکہ آپ جیسا سہارا دینے والا موجود ہے سمندر کے طوفان سے اس شخص کو کیا خوف ہو سکتا ہے۔ جس کے لیے کشتی چلانے والے نوح علیہ السلام ہوں)

اور اس قدر دل بے فکر تھا کہ نہ مرنے کا غم نہ تکلیف کا اندیشہ

دل کو حبیب الہنان تھا (وعظ روح الحج والحج صفحہ ۳)

جس طرح حضرت حکیم الامتؒ کے قلب و جگر میں محبت رسول رچی بسی تھی اسی طرح آپ کی خواہش اور تمنا تھی کہ ہر مومن کا قلب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی دولت لازوال سے مالا مال ہو جائے آپؒ کی ہر تقریر، اس کی شاہد عدل ہے۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے محبوب نہ ہوں گے انہوں نے ہم لوگوں کے واسطے کیسی کیسی مشقتیں برداشت کی ہیں (نظام شریعت صفحہ ۲)

حضرت حکیم الامتؒ کی مشہور زمانہ تصنیف حیوٰۃ المسلمین میں بھی ایک باب خاص اسی کے لیے ہے جس میں آپؒ نے کئی روایات نقل فرمائی ہیں۔ اور شروع میں لکھا ہے کہ۔

اسوہ حسنہ یعنی اخلاق نبویؐ کا مختصر ذکر جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی بڑھے اور جس سے ان عادات کو اختیار کرنے کا بھی شوق ہو۔ (حیوٰۃ المسلمین صفحہ ۹۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کی علامت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے بھی حقوق ہیں ان سب کو پورے طور پر ادا کیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ساتھ ساتھ آپ کی عظمت، آپ کی اطاعت، اسوہ حسنہ کی پیروی غرضیکہ سارے حقوق پورے ادا ہوں، ایک طرف قلب بھی عشق رسول میں چور چور ہو، تو دوسری طرف آپ کی اطاعت کا دامن بھی مضبوطی سے تھاما جائے یہی کامل محبت کی علامت ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین حق ہیں۔ حق اطاعت، حق محبت، حق عظمت۔ سو زیادہ حصہ ان لوگوں کا ہے جو صرف زبانی محبت پر اکتفا کرتے ہیں۔ ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی خبر نہ حقیقی محبت کی خبر نہ عظمت کی۔ بس اس کو کافی سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر لیا جائے۔ محبت بیشک بڑا حق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی کا مقتضاء یہ بھی ہے کہ اطاعت کی جائے۔ اسی کا مقتضاء یہ ہے کہ تعظیم کی جائے چنانچہ ظاہر بھی جس سے محبت و خلوص ہوتا ہے۔ اس کا کہنا مانا جاتا ہے اس کی عظمت قلب میں ہوتی ہے خود اس کی محبت کا تقاضا ہے کہ اس کی مرضی کے خلاف نہ کیا جائے.... سو محبت کامل وہ ہے کہ رگ رگ عشق سے چور ہو اور سارے حقوق ادا کیے جائیں۔

(مواعظ اشرفیہ حصہ دوم صفحہ ۹۶)

اطاعت رسولؐ اور اتباع شریعت

حضرت حکیم الامتؒ کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کو کیا مقام حاصل تھا اسے بھی پڑھئے۔ آپ فرماتے ہیں۔

پس جس طرح عظمت اللہ تعالیٰ کے احکام کی ضروری ہے اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی عظمت بھی ضروری ہے اس لئے کہ آپ کے احکام حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کے احکام ہیں۔ افسوس کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بیان احکام میں کیسی کیسی مشقتیں اٹھائیں انواع انواع کی تکالیف برداشت کیں اور ہماری خیر خواہی میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ مگر ہمارے روشن خیال لوگوں نے اس کی یہ قدر کی کہ ان احکام پر بجائے عمل کرنے کے ان میں اپنی رائے کو دخل دینے لگے کہ فلاں حکم عقل کے خلاف ہے فلاں موافق ہے چاہئے تو یہ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکر گزار ہوتے اور جب کوئی حکم ملتا سر آنکھوں پر رکھ کر عمل شروع کر دیتے (وعظ الاخلاص صفحہ ۳)

ایک مقام پر فرماتے ہیں

بس کسی کو یہ حق نہیں کہ میں فلاں حکم قرآن ہی سے مانوں گا حدیث و اجماع وغیرہ سے تسلیم نہ کروں گا۔ صاحبو! حدیث سے کیونکر استغناء ہو سکتا ہے فرمائیے اگر حدیث کو نہ مانا جائے تو تعداد رکعات یا اوقات نماز کی تعیین کس طرح ہو گی۔ (وعظ تقریم التریخ صفحہ ۴)

ایک اور مقام پر حدیث کی اہمیت اس طرح بتلاتے ہیں کہ۔

معلوم ہوا ہے کہ اصل متلو (قرآن) کے سوا مزید برآں ہے بیان منجانب اللہ پس وہ احادیث کے سوا اور کیا ہے

ثابت ہوا کہ قرآن شریف ہی کی طرح سے حدیث شریف بھی منجانب ہے فرق اتنا ہے کہ وہ متلو ہے اور یہ غیر متلو (اشرف المواعظ حصہ اول صفحہ ۲)

جب معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو کیا اہمیت حاصل ہے تو پھر ہر شخص کے ذمہ ضروری ہے کہ وہ شریعت مطہرہ کا پابند ہو جائے اسی کے مطابق اپنی زندگی بنائے۔ حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں۔

شریعت کا پابند ہونا ہر بشر پر لازم ہے کیونکہ وہ احکام سب کی مصالح کو جامع ہیں۔ میں اس وقت اتباع شریعت کی ضرورت پر بحث نہیں کرتا

اور نہ یہ وقت تمام مسائل پر بحث کرنے کا ہے مگر اتنا اجمالاً ضرور کہوں گا کہ چونکہ ہماری یہ حالت مشاہد ہے کہ جو کیفیت شدید ہوتی ہے وہ ہم کو مغلوب کرتی ہے اس لیے ہم کو شریعت کی پابندی ضروری ہے تاکہ ہم اعتدال پر قائم رہ سکیں ہماری رائے قابل اعتبار نہیں۔ اور اتباع کے لیے اپنے اپنے زمانہ میں ہر شریعت اگرچہ کافی تھی مگر اس وقت شریعت اسلامیہ ہی کا پابند ہونا ضروری ہے۔ اس کی دو وجہ ہے ایک یہ کہ شریعت اسلامیہ دیگر شرائع سے کامل اور کافی ہے۔ دوسری شرائع میں تحریف بہت واقع ہوئی ہے اسی حکمت سے دوسری شرائع منسوخ کر دی گئیں ..... ہماری شریعت مقدسہ اکمل اور اکمل ہے اور یہی اکمل ہونا ختم نبوت کی حکمت بھی ہو سکتی ہے کیونکہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا السلام سے زیادہ کوئی شریعت کامل نہیں کہ اس کے بعد اس کی حاجت ہو۔ یاد رکھو شریعت ہی کے پابند ہو کر ہم سب کچھ ہو سکتے ہیں۔ شریعت کی وہ حالت ہے کہ:

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم　　کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

(سر سے پیر تک جس جگہ بھی نظر ڈالتا ہوں محبوب دل کا دامن کھینچتا ہے کہ دیکھنے کی جگہ تو بس) یہی ہے　(ملفوظ حقوق الاسراء والفراء صـ۱۹۲)

ایک اور مقام پر نصیحت فرماتے ہیں کہ۔

شریعت کو لازم پکڑو کیونکہ شریعت ہی تمہاری وہ کشتی ہے کہ جب اس میں رخنہ پڑ جائے تو تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور جتنے بھی اس میں سوار ہیں وہ سب ہلاک ہوں گے۔　(تصوف و سلوک صـ۱۳۱)

مزید یہ ارشادات بھی پڑھیے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور محب بننا چاہو تو اعمال میں ہمت کر کے شریعت کے پابند رہو۔　(کمالات اشرفیہ صـ۱۲)

۲:۔ خوب سمجھ لیں شریعت کا اتباع کسی حال میں متروک نہیں سب اکابر کا اس پر اتفاق ہے　(طریق القلندر صـ۱۴)

۳۔ خوب سمجھ لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے کہ راستہ کو صاف کر دیا ہم کو بے چون و چرا آپ کا اتباع ضروری ہے۔　(اشرف المواعظ صـ۱۵)

۴:۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ کے راضی ہونے کا معیار صرف احکام شریعت کا اتباع ہے۔　(الشریعۃ صـ۵)

۵:۔ کمال مقصود یہ ہے کہ اقتضاءات بشریہ سب بدرجہ کمال موجود ہوں۔ پھر مستقل رہو کہ شریعت محمدیہ سے تجاوز نہ ہو۔

(شریعت و طریقت صـ۱۲)

شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ شریعت پر عمل کرو

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہم میں اتباع شریعت کی بے حد کمی ہے اس کا تدارک کرو پہلے شریعت سے تحقیق کرو مگر تحقیق ایسے سے کرو جو سچی بات بتلائے اور جو خود اپنی خواہش نفسانی کو شریعت کے اندر ٹھونسے اور زبردستی دین کو مصالح اور پالیسی کی وجہ سے دین بنادے وہ واقع میں عالم ہی نہیں اس سے مت پوچھو ورنہ وہ اپنے ساتھ تمہیں بھی گمراہ کرے گا۔ اگر کہو کہ کہاں ہے جو سچی بات بتلائے تو ڈھونڈو ڈھونڈنے سے سب مل جاتا ہے۔ طبیب کیسے مل جاتا ہے اسی طرح سچا صاحب شریعت عالم بھی مل سکتا ہے اس لیے شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ مصالح کو چھوڑو اور شریعت پر عمل کرو۔

(الشریعۃ صـ۱۹)

ایک اور وعظ میں فرماتے ہیں۔

اخیر میں تنبیہ کرتا ہوں کہ جو مضمون حدیث کا اصل مقصود ہے اس سے دلیر نہ ہوں بلکہ شرافت کا مقتضا یہ ہے کہ ایسے رحیم و کریم آقا کی اور زیادہ اطاعت کی جائے　(الغالب والطالب صـ۲۵)

راحت اور شریعت

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ چین اور راحت تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنے سے ملے گا آپ فرماتے ہیں ساری سلطنتوں سے بڑھ کر چین اور راحت شریعت میں ہے اگر کوئی شخص کہے کہ بدون اتباع احکام کے بھی چین مل سکتا ہے کیونکہ چین تو بقول تمہارے تعلق مع اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ پس اگر ہم ہر وقت خدا کو یاد کریں اور اتباع شریعت نہ کریں تو تو تعلق مع اللہ تو حاصل ہو گا۔ بس چین سے رہیں گے۔ (جواب یہ ہے کہ) خوب سمجھ لو۔ مطلق تعلق سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایسے تعلق میں چین کا گمان بے حسی ہے فی الواقع اس میں بے چینی مضمر ہے جو مرنے کے بعد کھل جائیگی ... آپ نے ہزار روپے محبوب کو بھیجے کہ وہ خوش ہو مگر معلوم ہوا کہ وہ خوش نہیں ہوا اور اس نے لیے نہیں یا اور انہیں واپس کر دیا کسی نے کہا کہ گھر میں بھیج دو تو یہی کہو گے کہ پھینکو بھی میں کیا کروں گا ایسے روپیہ کو۔ اسی طرح جب معلوم ہو گا کہ حق تعالیٰ اس تعلق سے راضی نہیں ہوئے تو اس تعلق کا کیا سمجھو گے۔ تعلق وہی ہے کہ دونوں جانب سے ہو اور یہ تعلق علاوہ اتباع شریعت کے ہو نہیں سکتا تو دیکھیے شریعت کتنی بڑی چیز ہے۔

(الشریعت صـ۷۸)

کاروانِ ختم نبوت

- جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا اور مولانا منظور الحسینی کی استقبالیہ میں شرکت،
- قادیانیوں کو فوری طور پر کلیدی اسامیوں سے برطرف کیا جائے،
- ایس۔پی تھرپارکر سے مجلس کے وفد کی ملاقات،
- ایم۔آر۔ڈی میں شامل علماء اپنی پوزیشن واضح کریں،
- مجاہدِ ختم نبوت نے کفر و ارتداد کی سو سالہ عمارت کو مسمار کر دیا، جس پر آنے والی نسلیں بھی بجا طور فخر کریں گی،

کراچی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے رہنماؤں صدر امیر حاجی لال حسین جنرل سیکرٹری عبدالرحمٰن یعقوب باوا۔ ناظم نشریات مولانا منظور احمد الحسینی نے مرزائیوں کی حمایت پر بیگم نسیم ولی خان، اور شیر محمد مری کے حالیہ بیانات کی سخت مذمت کی ہے۔ان کا یہ بیان قادیانیوں کی ترجمانی کرتا ہے جس سے عالم اسلام کے مسلمانوں کو شدید دکھ ہوا ہے انہوں نے کہا کہ سکھ اپنے آپ کو سکھ کہتے ہیں۔ مسلمان نہیں کہتے۔ جس طرح ہندو سکھ اپنے مندر گوردواروں کا نام مسجد نہیں رکھ سکتے اس طرح قادیانی بھی نہیں رکھ سکتے۔ انہوں نے ایم آر ڈی کے ساتھ شامل علماء کرام سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنی پوزیشن واضح کریں

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کراچی کے جنرل سیکرٹری جناب عبدالرحمان یعقوب باوا اور مجلس کے دوسرے راہنما مولانا بشیر احمد نقشبندی نے ۶ مئی کو جناح ہاسپٹل امراض قلب کے اسپیشل وارڈ کمرہ نمبر ۲۱۰ جا کر مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی اور ممبر مجلس شوریٰ کی بیمار پرسی کی اور دوران ملاقات مولانا الازہری نے قادیانیت کے خلاف کامیاب تحریک چلانے پر مبارکباد دی اور باقی ماندہ مطالبات کے لئے دعا کی اور آخر میں مولانا نے اپنی صحت و تندرستی کی دعا کے لئے کہا۔

۷ مئی: آج رات بعد نماز عشاء جامع مسجد معاذ بن جبل گلشن اقبال ۲ میں عظیم الشان استقبالیہ جلسہ منعقد کیا گیا جس میں مولانا قاری عبدالکریم شاہ صاحب، جناب باوا اور مولانا منظور احمد نے شرکت کی۔ باوا صاحب نے کہا کہ مرزا طاہر خوش نہ ہوں کہ بیرون ملک چلے جانے سے یا بیرون ملک قادیانی جماعت کا مرکز منتقل کر لینے سے معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ انشاءاللہ تمام دنیا میں ہم ان کا پیچھا کریں گے۔ مولانا منظور احمد صاحب نے کہا کہ ایک وقت تھا کہ ہم قادیانیوں کو کافر کہتے تھے تو ہمیں جیل بھیجا جاتا تھا۔ لیکن تمام علماء اور مسلمانوں کی جدوجہد نے ثمرہ دکھایا کہ جاء الحق و زھق الباطل مرزا نفس (طاہر) نے کہا تھا کہ آنے والی صدی مرزائیت کی ترقی کی صدی ہے اور ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو تمام پاکستان اور دنیا کے تمام افراد قادیانیت قبول کر لیں گے لیکن میں کہتا ہوں اب تو مرزائیت کی ذلت و خواری

اور موت کا حقیقی وقت ہے۔ مرزا نے لاہور میں کہا تھا کہ اگر میری گردن میں تلوار بھی رکھ دو تب بھی میں کہوں گا میں مسلمان ہوں۔ میرے مرنے کے بعد میری مٹی سے آواز آئے گی کہ میں مسلمان ہوں۔ لیکن ۲۸ اپریل کے اخبارات میں تمام لوگوں نے دیکھا کہ مرزا طاہر اور اس کے ۱۰۰ چیلے اپنے بڑے ارتدادی اڈہ میں آہ و بکاہ کر رہے تھے۔ یہ مرزا طاہر اور ان کے ٹولے کی بزدلی کی کھلی نشانی ہے۔ انہوں نے۔ انہوں نے کہا کہ ہم مطالبات کے پورے ہونے تک تحریک جاری رکھیں گے۔ بعد ازاں مولانا عبدالکریم شاہ صاحب نے قادیانیت کے خلاف بھرپور تقریر کی جو رات گئے تک جاری رہی

۸ مئی پرل ۲ سواد اعظم کراچی کی طرف سے انٹر کانٹینینٹل ہوٹل کراچی میں مفتی احمد الرحمان مرکزی نائب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کے اعزاز میں زبردست استقبالیہ دیا گیا جس سے مولانا اسفندیار خان صاحب، مولانا اسعد تھانوی مولانا سلیم اللہ خان صاحب، شیخ محمد حنیف اور حاجی عبدالمالک نے خطاب کیا۔ جبکہ مفتی احمد الرحمان نے تمام علماء اور تمام دینی تنظیموں اور تمام مسلمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ عنقریب مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک وفد انڈونیشیا جا رہا ہے۔ انہوں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کو خراج تحسین پیش کیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ حضرت مولانا احمد میاں حمادی اور ناظم اعلیٰ محمد عرفان قادری نے ایک مشترکہ بیان میں جناب صدر مملکت محمد ضیاء الحق کے جاری کردہ آرڈی نینس پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اسے عالم اسلام کی بالعموم اور ملت اسلامیہ پاکستان کی بالخصوص ترجمانی قرار دیا انہوں نے کہا صدر مملکت نے قادیانیت پر مکمل پابندی عائد کر کے نہ صرف اسلام دوستی اور ختم نبوت سے وفاداری کا ثبوت پیش کیا بلکہ مسلمانوں کے دل بھی جیت لیے انہوں نے کہا صدر محترم نے یہ کارنامہ تاریخ اسلام میں سنہری حروف میں ایک اہم باب کا اضافہ کرے گا اور یہ کہ مجاہد ختم نبوت نے کفر و ارتداد کی سو سالہ عمارت کو مسمار کر دیا جس پر آنے والی نسلیں بھی بجا طور پر فخر کریں گی۔ بیان میں ان ملک و ملت دشمن سیاستدانوں کے بیانات پر شدید غم و غصہ کا اظہار کیا گیا جس میں مرتد قادیانیوں سے ہمدردی کرتے ہوئے صدارتی آرڈی نینس پر نکتہ چینی کی ہے بیان میں کہا گیا کہ ماضی میں بھی ایسے ہی سیاستدان قادیانیوں کی پشت پناہی اور تحفظ کر کے ملک و ملت پر کاری ضربیں لگانے میں مصروف رہے انہوں نے قوم سے اپیل کی کہ اس قسم کے ملک و ملت اور اسلام دشمن عناصر سے خبردار رہیں، جو اصل میں قادیانیوں کے ایجنٹ اور اسلام کے منافق ہیں۔ انہوں نے کہا پاکستان کی ۳۷ سالہ تاریخ میں جو تبدیلی صدر مملکت نے کی قوم ان کی احسان مند ہے اور اگر انہیں محسن پاکستان کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ بیان میں یہ بھی کہا گیا کہ اسلام کی مکمل عمارت محمد رسول اللہ کی ذات پر قائم ہے صدر مملکت کے آرڈی نینس سے ختم نبوت کا تحفظ ہوتے اسلام کا تحفظ اور نفاذ اسلام کی طرف حقیقی پیش قدمی ہے۔ بیان میں صدر محترم کی جان و مال عزت و آبرو اور اہل و عیال کے تحفظ کی دعا کی گئی اور یقین دلایا کہ پوری قوم آپ کے ساتھ ہے انہوں نے اس سلسلہ میں صدر محترم کے اقدام میں شریک رفقاء کا بھی شکریہ ادا کیا۔

کنری

مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے زیر اہتمام جامع مسجد بخاری میں سیرۃ النبیؐ کے موضوع پر ایک جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ جلسہ سے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنما حضرت مولانا احمد میاں حمادی، اور مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد ڈویژن کے مبلغ حضرت مولانا نذیر احمد بلوچ نے حالیہ صدارتی آرڈی نینس کے اجراء پر مجلس تحفظ ختم نبوت کی عظیم کامیابی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ جلسہ میں مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو فوری طور پر کلیدی اسامیوں سے برطرف کیا جائے۔ اور حالیہ صدارتی آرڈی نینس پر فوری طور پر عمل درآمد کیا جائے۔ قادیانیوں کے روزنامہ الفضل پر پابندی عائد کی جائے اور ان کا تمام لٹریچر، اور اسلحہ فوری طور پر ضبط کیا جائے۔

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی

قصص القرآن کی فلم بندی

حمد و ستائش اس ذات کے لئے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا

اور

درود و سلام اس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا

اس مرتبہ رمضان کے مبارک مہینے میں ٹیلی ویژن پر "قصص القرآن" کے نام سے ایک فلم کی نمائش کا سلسلہ شروع کیا گیا جس کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ بعض عرب ممالک سے درآمد کی گئی ہے۔ اس فلم میں مختلف قرآنی واقعات کو فلم کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس فلم کی نمائش پر ملک کے ممتاز علماء نے احتجاج کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس کی نمائش بند کی جائے اس سلسلے میں دارالعلوم کراچی کے ذمہ دار حضرات کی طرف سے مفصل بیان اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اور ملک کے دوسرے علماء اور دینی و سماجی تنظیموں کی طرف سے بھی اس پر مسلسل احتجاج ہو رہا ہے حکومت کے ذمہ دار حضرات سے گفت و شنید کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ امید رکھنی چاہیئے کہ جب تک یہ سطور قارئین کے سامنے پہنچیں گی قرآن کریم کے ساتھ سنگین جسارت کا یہ سلسلہ بند کر دیا جائے گا، لیکن چونکہ اس قسم کے اقدامات وقتاً فوقتاً مختلف اطراف سے ہوتے رہتے ہیں اور اس فلم کے بارے میں بھی بعض حلقوں سے یہ دلیل پیش کی جا رہی ہے کہ ٹیلی ویژن جیسے موثر ذریعۂ ابلاغ سے قرآنی واقعات کی فلم پیش کرنا موجودہ دور میں تبلیغ کا ایک کارآمد ذریعہ ہے اور بعض حلقوں کی طرف سے کہا جا رہا ہے کہ اس فلم میں آخر نقصان ہی کیا ہے؟ جو علماء کی طرف سے اسکی مخالفت کی جا رہی ہے اس لیے اس موضوع پر چند مختصر گذارشات پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے

سب سے پہلے تو یہ غلط فہمی ذہن سے دور کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلام میں تبلیغ و دعوت کا کوئی اصول مقرر نہیں ہے اور جب جس شخص کا جی چاہے، تبلیغ اسلام کے لیے کوئی بھی ایسا ذریعہ استعمال کر سکتا ہے جو دوسرے پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ بعض دوسرے تبلیغی مذاہب میں بیشک یہ بات نظر آتی ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لیے ہر اچھے برے طریقے کو نہ صرف جائز سمجھتے ہیں بلکہ اس پر بے جھجک عمل بھی کرتے ہیں۔ اپنے نام لیواؤں کی مردم شماری للیے، ڈراوے اور دھوکہ فریب سے بڑھانے سے لے کر کھیل تماشے تک ہر طریقہ ان کے نزدیک جائز ہے۔ اگر اس غرض کے لیے انہیں اپنی عورتوں کو بے عزت کرنا پڑے تو اس سے بھی نہیں چوکتے، اور اگر اپنی مقدس شخصیتوں کے وقار سے کھیلنا پڑے تو اس سے بھی انہیں کوئی دریغ نہیں ہے۔ عیسائی مشنریوں کا طریق کار یہ ہے کہ بائبل کی طرف لوگوں کو مائل کرنے کے لیے بائبل کے باتصویر نسخے عام ہیں، جن میں انبیاء کرام کی ایسی حیا سوز تصویریں کھلم کھلا شائع ہو رہی ہیں، جنہیں دیکھ کر ایک شریف انسان کی پیشانی عرق عرق ہو جائے۔ بائبل کے مختلف قصوں پر مشتمل فلمیں تیار کی جاتی ہیں اور ان میں "دلچسپی" پیدا کرنے کے لیے ان میں عشقیہ قصوں کی پوری ڈھٹائی کے ساتھ آمیزش کر دی جاتی ہے، تاکہ نوعمر لوگ انہیں ذوق و شوق کے ساتھ دیکھ سکیں۔ اس کے علاوہ لوگوں کو راغب کرنے کے لیے رقص و سرود کے ایسے پروگرام ترتیب دیئے جاتے ہیں جن کے درمیان کلیسا میں آنے کی دعوت دی جاتی ہے، فرض تبلیغ و دعوت

کے طریقے لوگوں کی خواہشاتِ نفس کے تابع آئے دن بدلتے رہتے ہیں۔

اس کے برعکس اسلام نے جہاں تبلیغ و دعوت کو ضروری قرار دیا ہے وہاں اس کے باوقار آداب بھی بتلائے ہیں۔ لہٰذا اسلام کے لیے یہ بات ممکن نہیں ہے کہ وہ لوگوں کی خواہشات نفس کی اصلاح کے بجائے اپنی دعوت و تبلیغ کو ان خواہشات کا تابع مہمل بنا دے۔ اسلام کا مقصد صرف اپنے نام نہاد پیروؤں کی مردم شماری میں اضافہ کرنا نہیں بلکہ ایسے انسان کرنا ہے جو اپنی خواہشات نفس کے بجائے اللہ کے احکام کے تابع ہوں۔ اسلام کی دعوت کا ایک خاص وقار ہے اور اس وقار کو ملحوظ رکھے بغیر دعوت کا جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے گا وہ اسلام کا نہیں کسی اور دین کا طریقہ ہو گا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اسلام کی سنجیدہ اور باوقار تعلیمات کو کھیل تماشا بنا کر پیش کرنے سے اسلام کی تبلیغ ہو رہی ہے تو وہ اسلام کے مزاج و مذاق سے سنگین حد تک ناواقف ہے، اسلام انسانوں کو خواہشات نفس کی غلامی سے نکال کر خدائے واحد کی غلامی میں لانے کے لیے آیا ہے۔ اور اگر وہ ان خواہشات کے آگے سپر ڈال کر خود اپنی تبلیغ کے لیے وہ طور طریقے اختیار کرنا شروع کر دے جو اس کے نزدیک ناجائز یا نامناسب ہیں تو یہ آپ اپنی تردید کے مترادف ہو گا۔

خاص طور سے قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب ہے جسے قیام قیامت تک کسی ادنیٰ تغیر کے بغیر باقی رکھنے کے لیے بہت سے ایسے احکام دیئے گئے ہیں جو اسے دوسری کتابوں سے ممتاز کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اسکی تلاوت و تبلیغ کے لیے وہ آداب مقرر کئے گئے ہیں جو اسکی عظمت و جلال کے شایانِ شان ہوں، اسکی آیات کو لکھنے کے لیے رسم الخط تک تبدیل کرنے کی ممانعت ہے، اُسے ایسے مقامات پر پڑھنا ناجائز قرار دیا گیا ہے جہاں اس کا صحیح ادب ملحوظ نہ رکھا جا سکے، اسکی تفسیر کے بارے میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ قرآن کے الفاظ و معانی کے ساتھ تفسیری اضافوں کو بالکل ممتاز اور جدا رکھا جائے تاکہ قرآن کریم کی طرف اس سے زیادہ بات منسوب نہ ہو جتنی اس نے واقعۃً کہی ہے اس کے متن کے بغیر صرف ترجمہ شائع کرنے کو ناجائز قرار دیا گیا ہے تاکہ یہ ترجمے بائبل کی طرح کہیں رفتہ رفتہ اصل متن کی جگہ نہ لے لیں۔ قرآنی آیات کو ہنسی مذاق کا موضوع بنانے سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے تاکہ اس عظیم کتاب کے وقار پر کوئی ادنیٰ آنچ نہ آسکے۔ قرآن کریم کے نسخوں کو بے وضو چھونا ناجائز قرار دیا گیا ہے، تاکہ جو شخص بھی اس کی تلاوت یا اس سے استفادہ کرنا چاہے وہ پہلے اپنے آپ کو پاک صاف کرے پوری سنجیدگی کے ساتھ اسکی طرف متوجہ ہو اور اس کے تقدس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس سے ہدایت حاصل کرے۔

یہ تمام احکام آخر کس لیے ہیں؟ درحقیقت ان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ یہ کتاب کوئی معمولی کتاب نہیں ہے جسے کسی غیر سنجیدہ انداز میں پڑھا یا سنا جائے۔ بلکہ اللہ جل جلالہٗ کا کلام ہے جسے پڑھنے اور سننے کے لیے نہ صرف سنجیدہ اور باوقار بلکہ پوری طرح پاکیزہ ماحول ضروری ہے اور ان حدود شرائط کی رعایت کے بغیر اسے پیش کرنا اس سنگین بے ادبی ہے۔ جسے اسلام کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے غور فرمایئے کہ ایسی مقدس کتاب جس کے ارد گرد آداب و شرائط کے ایسے پہرے بٹھائے گئے اس کو کسی ایسی فلم یا ڈرامے کی غیر سنجیدہ شکل میں پیش کرنا آخر اسلام کی غیرت کو کیسے گوارہ ہو سکتا ہے جس میں بیٹھ کر اداکار مقدس قرآنی شخصیتوں کا بہروپ بھر کر ان کی مصنوعی نقل اتاریں اور ان بہروپیوں کی بناوٹی حرکات و سکنات کو قرآنی مضامین قرار دے کر پیش کیا جائے؟ واقعہ یہ ہے کہ جس قرآن کریم نے خود اپنے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ اسکی آیات سن کر اللہ کے بندوں کے رونگٹے کھڑے ہوتے اور دل لرزتے ہیں، اس جیسی عظمت و جلال کی کتاب کے ساتھ گستاخی و جسارت کا اس سے بڑا مظاہرہ اور کیا ہو سکتا ہے؟

پھر کیا کوئی فلم تصویروں سے خالی ہو سکتی ہے؟ کیا کوئی ایسی فلم کا تصور کیا جا سکتا ہے جس میں نامحرم عورتیں بے حجاب ہو کر سامنے نہ آئیں؟ کیا کوئی فلم آج تک موسیقی سے پاک تیار کی گئی ہے؟ سوال یہ ہے کہ وہ کبائر جنکو مٹانا اسلام کے اولین مقاصد میں شامل ہے ان کا ارتکاب کر کے اس مصنوعی ناٹک کو قرآنی مضامین کا نام دینا قرآن کے ساتھ ایک کھلا

مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ آخر کونسی تبلیغ اسلام ہے جو خدائی احکام کی صریحاً خلاف ورزی کرکے انجام دی جا رہی ہے؟ اور جس کے ذریعے ان گناہوں کی برائی تک کا احساس دلوں سے مٹایا جا رہا ہے؟

کہا جاتا ہے کہ ان فلموں کے ذریعے ان لوگوں تک قرآنی مضامین پہنچانے مقصود ہیں جو کبھی مسجد میں آکر کوئی وعظ نہیں سنتے، جنہیں دینی کتابوں کے مطالعے سے دلچسپی نہیں ہے اور جن کو بذات خود قرآن کریم پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی لیکن اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں جو اصولی گذارشات ہم نے اوپر پیش کی ہیں ان کے پیش نظر اس دلیل میں رتی برابر وزن نہیں ہے۔ جو لوگ قرآنی مضامین کو فلم اور ڈرامے کے سوا کسی اور ذریعے سے سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اسلام اور قرآن ان کو اپنے مضامین سنانے سے بے نیاز ہے اور جن لوگوں کے حلق سے دین کی کوئی بات اس وقت تک نہ اترے جب تک ایک فلم کی شکل میں پیش نہ کیا جائے، ایسے لوگوں کو قرآن سے کوئی ہدایت نصیب بھی نہیں ہو سکتی قرآن کریم نے تو اپنی پہلی ہی آیت میں فرما دیا ہے کہ

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ.

اس کتاب میں کوئی شک اور یہ ان لوگوں کے لیے ہدایت ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

لہٰذا جن لوگوں میں حق کی کوئی طلب یا تلاش نہ ہو اور جو کھیل تماشے کے بغیر دین کی کوئی بات سننے کے لیے تیار نہ ہوں آپ ان کے سامنے ایسی ہزار فلموں کے ذریعے تمام قرآنی مضامین بیان کر دیکھئے، انہیں اس سے وہ ہدایت رتی برابر بھی حاصل نہ ہوگی جو قرآن کریم کا اصل مطلب اسکو حقیقۃً مطلوب ہے جن لوگوں کے دل میں از خود حق تک پہنچنے کی کوئی ادنیٰ تڑپ نہیں ہے اور جو حق تک پہنچنے کے حقیقی راستوں سے اپنے آپ نہ صرف مستغنی اور بے نیاز سمجھتے ہیں بلکہ ان سے نفرت اور اعراض کا معاملہ کرتے ہیں۔ ان کے لیے خود قرآن کریم کا ارشاد یہ ہے۔

اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى.

رہے وہ لوگ جو (حق سے) مستغنی ہیں۔ تو آپ ان کے پیچھے پڑتے ہیں؟ حالانکہ اگر وہ (دین حق قبول کرکے) پاک نہ ہوں تو آپ پر اسکی کوئی ذمہ داری نہیں۔

ایسے لوگوں کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ دین کو ان کی خواہشات کے سانچے میں ڈھال کر پیش کرنے سے ان کی کوئی اصلاح ہو جائیگی انتہا درجے کی خام خیالی کے سوا کچھ نہیں۔

پھر فلم اور ڈرامے کا مزاج ہی یہ ہے کہ وہ کبھی ٹھیک ٹھیک واقعات کے مطابق نہیں بنایا جا سکتا۔ اگر اس میں صرف اتنی بات دکھائی جائے جو قرآن کریم میں مذکور ہے تو صرف اتنے واقعات سے کوئی فلم تیار نہیں ہو سکتی، جب اس میں فلمساز کے ذاتی تخیلات کی آمیزش نہ ہو۔ "قصص القرآن" نامی زیر بحث فلم میں بھی صورت یہی ہے کہ اس میں قرآن کریم کے بیان کردہ واقعات کے ساتھ اسرائیلی روایات اور فلمساز کے ذاتی تخیلات کو گڈ مڈ کرکے دکھایا گیا ہے اور اس مجموعے کا نام قصص القرآن رکھ کر تاثر یہ دیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ قرآنی مضامین ہیں اسی طرح وہ باتیں قرآن کی طرف منسوب کی گئی ہیں جو قرآن نے نہیں فرمائیں یا فرمائیں ہیں تو ان کی دوسری تفسیر و توجیہ بھی ممکن ہے

اگر آج اس قسم کی فلموں کا دروازہ کھول دیا گیا تو کل تجارتی بنیادوں پر بننے والی فلمیں اپنے آپ کو ایک دوسرے سے زیادہ دلچسپ بنانے کے شوق میں ان پاک باز شخصیتوں اور مقدس واقعات کا کیا حشر بنا کر چھوڑیں گی؟ اسکے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

یہودیوں او عیسائیوں کی بنائی ہوئی فلموں کا حال ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ انھوں نے انبیاء علیہم السلام تک کو (معاذ اللہ) رومانوی قصوں کا ھیرو بنا کر اپنی فلمی صنعت کو چمکایا ہے نہ جانے کتنی فلمیں ایسی ہیں کہ ان کے دیکھنے والوں کو سالہا سال تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے "ہیرو" درحقیقت انبیاء علیہم السلام تھے جن کے واقعات کو مسخ کرکے ان ظالموں نے رومانوی فلم کی شکل دے دی ہے۔

اگر ایک مرتبہ اس قسم کی فلمیں بنانے کی اجازت دے دی گئی تو اس سیلاب کو روکنا کسی کے بس میں نہ ہوگا۔

کہا جاتا ہے کہ یہ فلم بعض عرب ممالک میں تیار ہوئی ہے اور وہاں کے بعض علماء نے اس کی اجازت بھی دیدی ہے ہمیں معلوم نہیں وہ کون علماء ہیں جنہوں نے یہ اجازت دی ہے لیکن بہرحال! دین میں اصل اہمیت دلائل کو ہے اور ان حضرات نے اگر اجازت دی ہے تو وہ مذکورہ بالا دلائل کے مقابلے میں حجت نہیں ہے۔

اور ہمارے نزدیک تو یہ مسئلہ بھی تحقیق طلب ہے کہ اس فلم کے پیچھے کوئی یہودی سازش تو کار فرما نہیں؟ اس لیے کہ جن لوگوں نے یہ فلم دیکھی ہے ان میں سے بعض حضرات نے بتایا کہ قرآن کریم نے میدان تیہ میں بنی اسرائیل کے محصور ہونے کے جو واقعات بیان فرمائے ہیں ان کا اصل مقصد تو یہ بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر کیسے کیسے غیر معمولی انعامات فرمائے لیکن اس کے جواب میں انہوں نے ہمیشہ سرکشی کا معاملہ کیا۔ اس کے برعکس فلم کے اس حصے کو دیکھ کر دیکھنے والوں پر بنی اسرائیل کی مظلومیت اور ان کے ساتھ ہمدردی کا تاثر پیدا ہوتا ہے گویا اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ (معاذ اللہ) بہت زیادہ سختی کا معاملہ فرمایا اور اس کے جواب میں ان کے طرح طرح کے مطالبات اور ان کا رویہ وہی تھا جو ایسی مظلوم قوم کا ہونا چاہیے تھا۔

اگر یہ بات درست ہے تو بعید نہیں کہ کسی یہودی سازش نے بعض مسلمانوں کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر اس فلم کو مسلمانوں میں رائج کرنے کی کوشش کی ہو تاکہ یہودیوں کے بارے میں مسلم دنیا میں جو تاثرات ہیں ان کو غیر شعوری طور پر ذہن سے کھرچا جائے اور ان کی جگہ یہودیوں کے ساتھ ہمدردی کے جذبات پیدا کیے جائیں۔ واللہ اعلم۔

بہرصورت یہ فلم کسی بھی حیثیت سے اس لائق نہیں ہے کہ مسلمان اسے دیکھیں یا اپنے ملکوں میں اسکی نمائش کی اجازت دیں۔ امید ہے ملک میں اس فلم کے خلاف جو احتجاج ہو رہا ہے اسکے پیش نظر حکومت اپنی رائے پر اصرار نہیں کرے گی اور اس فلم کی نمائش بند کردی جائیگی۔ وما علینا الا البلاغ

(بشکریہ ماہنامہ البلاغ)

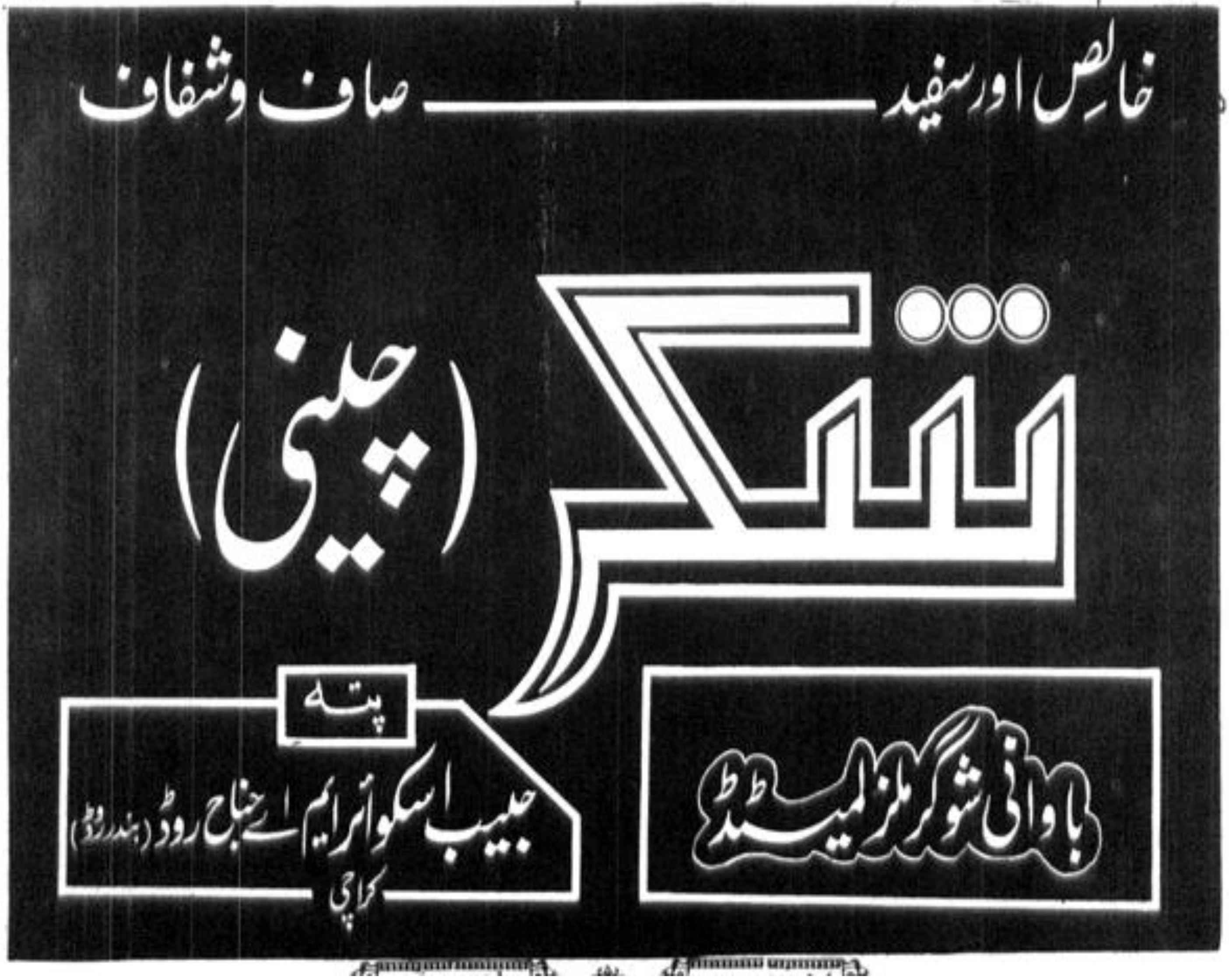

اختر کاشمیری

قادیانی

کل غیر مسلم تھے
آج غیر مسلم ہیں
کل غیر مسلم رہیں گے!

قادیانی فتنہ ۲۶، اپریل ۱۹۸۴ء کا سورج طلوع ہوتے ہی اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ اس دفعہ جب سورج غروب ہوا تو برطانیہ کے خود کاشتہ پودے زندگی کا چراغ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا۔

خس کم جہاں پاک

آج سے ٹھیک دس سال پہلے ۷، ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستانی عوام کے اجتماعی فیصلے کے سامنے سرِتسلیم خم کرتے ہوئے پاکستان کے سب سے بڑے اور مقتدر آئینی ادارے قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔

توقع بھی تھی اور امید بھی کہ قومی اسمبلی کے اس فیصلے کے بعد حکومت قادیانیوں کے آئینی حقوق انہیں دیتے ہوئے ان کی غیر آئینی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ یہ اس لئے نہ ہو سکا کہ ملک کے سرکاری اور نیم سرکاری محکموں میں قادیانیت وبا کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔

اس صورتِ حال کے خلاف ملک میں وقتاً فوقتاً مسلمانوں کی طرف سے ردعمل بھی سامنے آتا رہا۔ لیکن خاص بات یہ ہے کہ بعض جذباتی اور غیر ذمہ دار لوگوں سے قطع نظر مسلمانوں کی اکثریت کا ردعمل ہمیشہ غیر جذباتی رہا۔ یعنی ۱۹۷۴ء سے لے کر ۱۹۸۴ء تک دس سال کے عرصہ میں ملک میں کبھی ایک قادیانی کی جان و مال یا عزت و آبرو کو بھی نقصان نہیں پہنچا۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں ایک مخالف مذہبی سے زیادہ سیاسی اور خطرناک تنظیم کے ساتھ اس طرز کی مسلمانوں کے وسیع النظر اور وسیع القلب ہونے کی دلیل ہے۔

برطانیہ جیسا ترقی یافتہ ملک جہاں جمہوریت کی دیوی اپنی تمام تر توانائیوں اور عظمتوں کے ساتھ جلوہ افروز رہتی ہے۔ وہاں بھی اس قسم کی مثالیں ڈھونڈے نہیں ملتیں۔ اس کے برعکس وہاں بھی آئے دن انسانی جانیں نسلی اور مذہبی فسادات کی بھینٹ چڑھتی رہتی ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ صورتِ حال پاکستان کے علماء وکلاء، دانشور، عوام اور حکومت کے ذہنی انضباط کی دلیل ہے۔ لیکن کسی بھی انسان کے اندر جو فطری نظم و ضبط یا صبر و حوصلہ ہے اس کی بھی ایک حد ہوتی ہے اور ہر انسان ایک حد تک ہی کوئی ناگوار صورتِ حال برداشت کر سکتا ہے۔ بدقسمتی سے قادیانی لیڈروں نے اپنے بارے میں پاکستان قومی اسمبلی کے فیصلے کو تسلیم نہ کیا اور ان کی طرف سے اسلام دشمن کارروائیاں بدستور جاری رہیں۔ یہاں تک کہ سال سوا سال پہلے ایک عالم دین مولانا اسلم قریشی گم ہو گئے۔ اسلم قریشی کا چونکہ ایک مخصوص پس منظر تھا۔ اور وہ قادیانی لیڈر مسٹر ایم ایم احمد پر اس وقت اپنے مذہبی جذبات سے مغلوب ہو کر حملہ بھی کر چکے تھے۔ جب

یحییٰ خان کی عدم موجودگی میں وہ قائم مقام صدر بنے تھے۔ اس پس منظر میں قدرتی طور پر یہ سمجھا گیا کہ مولانا اسلم قریشی کی گمشدگی میں قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔

یہ بات بھی درست ہے کہ قادیانی جماعت نے یہ پیش کش بھی کی ہے کہ مولانا اسلم قریشی کی تلاش کے لئے سکاٹ لینڈ سے ماہرین بلائے جائیں۔ ان کا خرچہ بھی قادیانی جماعت برداشت کرنے کے لئے تیار ہے۔ مگر اس قسم کی پیش کش محض ایک طرح کا مصرعہ ہے۔ کیونکہ سکاٹ لینڈ کے سراغ رساں بھی انسان ہی ہیں۔ فرشتے نہیں۔ اور پھر قائد ملت لیاقت علی مرحوم کے قتل کا معمہ حل کرنے کے لئے سکاٹ لینڈ کے سراغ رساؤں کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ ان کی کوششوں کا کیا نتیجہ نکلا؟

اگر ملک کے وزیر اعظم، قائداعظم کے عظیم ساتھی اور قوم کے محبوب رہنما کے قاتلوں کو سکاٹ لینڈ کے سراغ رساں تلاش نہیں کر سکے تو ایک مولوی کے قاتلوں کو کیسے تلاش کر سکتے ہیں۔ اور پھر جب مسلمانوں کا ایک بڑا الزام یہ ہے کہ قادیانی جماعت برطانوی استعمار کا خود کاشتہ پودا ہے تو اس صورت میں قادیانی جماعت کے آقاؤں کا سراغ رساں یہاں آکر ان کے کیمپ سے کسی زندہ یا مردہ انسان کو کیسے برآمد کر سکتے ہیں۔

بہرحال قادیانی حضرات کی مسلم کش سرگرمیاں اور مولانا اسلم قریشی کی گمشدگی نے مسلمانوں میں بڑی شدت کے ساتھ یہ احساس پیدا کر دیا کہ ان کے مذہبی رہنماؤں کی زندگیاں غیر محفوظ ہیں۔ علاوہ ازیں خان لیاقت علی خان مرحوم سے لے کر چوہدری ظہور الٰہی کی شہادت تک قتل و غارت کے جتنے واقعات ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ تاثر عام ہے کہ ایسے واقعات میں قادیانی نوجوان ملوث ہیں۔ اور وہ یہ تمام کارروائیاں اپنے امیر جماعت کے حکم پر کرتے ہیں تاکہ ملک میں انارکی پیدا ہو۔

مزید برآں یہ کہ قادیانی حضرات انتہائی نازک مواقع پر ملک دشمنی کا مظاہرہ بھی کرتے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بلیک آوٹ کے دوران بھارتی ہوا بازوں کو روشنی کے سگنل دیتے رہے اور اس طرح سرگودھا جیسا حساس فوجی مرکز پوری سترہ روزہ جنگ کے دوران دشمن کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔

پھر ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران بھی مسٹر ایم ایم احمد نے یحییٰ خاں کے مشیر کی حیثیت میں ملک کو دو لخت کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اور یہ بات سرکاری ریکارڈ میں موجود ہونی چاہیئے کہ مسٹر ایم ایم احمد نے جنگ سے پہلے یحییٰ خاں کو مشرقی پاکستان کی فارمولا پیش کر دیا تھا۔

چنانچہ جب ان سازشوں کی بدولت پاکستان کا مشرقی بازو کٹ گیا تو آنے والی رات جو مسلمانوں کے لئے سقوط بغداد کے بعد سب سے زیادہ کرب اور اندوہ والی رات تھی۔ اس میں مسلمان تو ملک ٹوٹنے کے غم میں روتے اور تڑپتے رہے۔ اس کے برعکس قادیان اور ربوہ میں چراغاں کیا گیا۔

پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچنے سے قادیانی قدرتی طور پر خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا اصل "مقدس" مرکز قادیان بھارت ہے۔ جو بھارت میں ہے۔ ان کے نزدیک برصغیر کی تقسیم عارضی ہے۔ اس تقسیم کو ایک نہ ایک دن ختم ہونا چاہیئے۔ یہ ان کے بڑوں کی پیش گوئی بھی ہے اور ان سب کی خواہش بھی، اس خواہش کے تحت وہ آج بھی اپنے مردوں کو ربوے میں امانتاً دفن کرتے ہیں اور اس کا ثبوت ربوہ میں ان کا "بہشتی مقبرہ" ہے جس میں اپنے لیڈروں کی قبروں پہ امانت کے کتبے لگا رکھے ہیں۔

الغرض قادیانی حضرات کی اسلام دشمنی اور ملک دشمنی کی مسلسل وارداتیں مسلمانوں میں رد عمل کا سبب بنتی رہیں۔ حتیٰ کہ اس دور میں یہ رد عمل شدت کے ساتھ سامنے آیا اور آخر کار ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے قادیانیوں کی غیر آئینی سرگرمیوں پہ پابندی عائد

کر دی۔ ان کے صدارتی اعلان کی تفصیلات ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے سامنے آ چکی ہیں۔ لیکن ہم یاد دلانا چاہتے ہیں کہ صدر پاکستان نے اپنے صدارتی اعلان سے کچھ روز پہلے قادیانیوں کو تنبیہ کرتے ہوئے بتایا تھا کہ اگر انہوں نے خلاف اسلام سرگرمیاں ترک نہ کیں تو ان کی سرگرمیوں کو کیا روک دیا جائے گا۔ دیدہ دلیری ملاحظہ فرمایئے کہ اس تنبیہ کا قادیانیوں پر اثر ہی نہیں ہوا بلکہ ان کے کان پر جوں بھی نہیں رینگی۔ اس کے بعد خود صدر مملکت بھی آخری قدم اٹھانے پر مجبور ہوگئے۔ کیونکہ بطور سربراہ مملکت مسلمانوں کے مطالبات کو ماننا ان کے بس کی بات نہ تھی کیونکہ وہ صرف اس ملک کی اقلیتوں کے محافظ نہیں۔ ملک کی مسلم اکثریت کے حقوق کے محافظ بھی ہیں۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ قومی اسمبلی کے فیصلے کے بعد پاکستان کے حکمران اس فیصلے پہ عمل درآمد کرتے ہوئے قادیانیوں کو ان کی حدود میں رکھتے۔ ہوا یہ کہ اس معاملے میں مسلسل چشم پوشی اور لیت و لعل کی پالیسی اختیار کی گئی اور قادیانی قوم کے سر پہ سوار ہوگئے۔ پہلے تو طویل عرصہ تک آئین کی اس شق پر عمل نہ کیا گیا۔ پھر آئین ہی معطل ہوگیا۔ اس کے بعد ماضی قریب میں یوں بھی ہوا کہ بعض سیاسی بجھے اس آئین ہی کو ختم کرنے کا مطالبہ کرنے لگے۔ جس کے تحت قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں۔ جمہوریت کے اس گروہ میں فنی سٹائل سیاست کے ایسے ماہرین بھی موجود ہیں۔ جنہوں نے بارہا یہ کہا کہ موجودہ حکومت ۷۳ء کے آئین کو اس لئے بحال نہیں کرتی کہ اس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے اور یہ کہ موجودہ حکومت اس آئین کو ختم کرکے قادیانیوں کو تحفظ دینا چاہتی ہے۔ حدیہ کہ جنرل ضیاء الحق جیسے مسلمان کو بھی قادیانیوں کے زمرے میں شامل کرنے لگے۔ آج جب ضیاء الحق صاحب ہی کے حکم سے ۷۳ء کے آئین کی ایک فراموش شق پر عمل ہوا تو اس حوالے سے اب ان کے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں رہا۔

جہاں تک آئین کے حوالے سے بات کرنے کا تعلق ہے تو یہ بات ہر شخص کے پیش نظر رہنی ہے کہ قادیانی اس وقت بھی غیر مسلم تھے۔ جب یہ آئین نہیں بنا تھا۔ اور اب بھی غیر مسلم ہیں جب آئین معطل ہے قادیانیو کو ۷۳ء کے آئین کے ذریعے غیر مسلم قرار نہیں دیا گیا بلکہ ان کے غیر مسلم ہونے کے فیصلے کو آئین پاکستان میں شامل کیا گیا ہے یہ آئین رہے نہ رہے قادیانی بہرحال غیر مسلم اقلیت رہیں گے۔

قادیانیوں کے حق میں سب سے بہتر بات یہی ہے کہ وہ مسلمانوں کے اس فیصلے کو قبول کرلیں۔ یہ فیصلہ تو مسلمانوں نے آئینی طور پر بہت بعد کیا ہے۔ اس سے بہت پہلے اس نام نہاد مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں سے خود ہی مطالبہ کرچکے ہیں کہ وہ برصغیر میں ان کی جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیں تاکہ مسلمان ان سے تعرض نہ کریں۔

یہی بات اگر مرزا غلام احمد قادیانی چاہتے تھے تو ان کے پیروکاروں کو کیا اعتراض ہے؟ انہیں اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیئے اور اس بات پر بھی غصہ نہیں آنا چاہیئے کہ انہیں انگریز غیر مسلم قرار دیتے تو اچھا تھا۔ مسلمانوں نے غیر مسلم قرار دیا ہے تو یہ برا ہوا ہے۔ ان کو ایک روز عیسائیوں، ہندوؤں، یہودیوں، سکھوں اور پارسیوں کی صف میں شامل ہونا ہی تھا۔ اب وہ اپنے منطقی انجام کو پہنچے ہیں تو اس پر انہیں خوش ہونا چاہیئے کیونکہ خود ان کے مذہب کے بانی کا بھی یہی مطالبہ تھا۔

بہرحال قومی اسمبلی کے فیصلے کے ٹھیک دس سال بعد ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے مسلمانوں کے مطالبات، پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلے اور پاکستان کے آئین کے مطابق قادیانیوں کو اسلام کی مقدس اصطلاحات استعمال کرنے، مسلمانوں کی طرح مسجدیں بنانے، اذان دینے، آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اس کے خلیفوں کو امیرالمومنین اس کی بیویوں کو ام المومنین، اس کے ساتھیوں کو صحابہ اور اس کے افراد خانہ کو اہل بیت کہنے سے روک

دیا گیا ہے۔

ہمارے خیال میں جناب ضیاءالحق کے دور حکومت کا سب سے اہم واقعہ یہی ہے۔ اگر یہ ان کا کارنامہ ہے اور یقیناً کارنامہ ہی ہے۔ تو ہمارے نزدیک یہ ان کے دور، ان کے عہد ہی کا کارنامہ نہیں۔ تاریخ پاکستان کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔

ملک کے مذہبی حلقوں نے صدر کے اس اعلان پر اطمینان کی سانس لی ہے اور سیاسی حلقوں نے بھی اس کا خیر مقدم کیا ہے۔ البتہ ان لوگوں کی سانس گلے میں رکی ہوئی ہے جو صدر ضیاءالحق کو قادیانی فتنے کے حوالے سے بدنام کرنے میں مصروف تھے۔

ہم اپنے دینی جذبات کے حوالے سے اس صدارتی آرڈی ننس کی تعریف و توصیف میں بہت کچھ کہہ سکتے ہیں لیکن اس کی ضرورت نہیں۔ سورج کی تعریف کریں تو اس کی روشنی میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اگر روشنی کو تاریکی ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی جائے تو اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔

صدر ضیاءالحق صاحب نے یہ کام مسلمانوں کے مطالبات کو سامنے رکھ کر کیا ہے یا علماء کے ڈاکر شور و شغب سے ڈر کر کیا ہے۔ یا اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے کیا ہے۔ تو یہ ان کا اور ان کے خدا کا معاملہ ہے۔ ہم ان کی نیت پر شبہ نہیں کرتے۔ لیکن یہ بات کہنا ضروری ہے کہ اگر جناب ضیاءالحق نے یہ کام خدا اور اس کے رسولؐ کو راضی کرنے کے لئے کیا ہے تو پھر ان کا مقام تاریخ متعین کرے گی۔ ان کا مقام خود خدا متعین کرے گا البتہ یہ بات جناب ضیاءالحق کے پیش نظر رہنی چاہیئے کہ انہوں نے اتنا اہم اور اتنا بڑا کام کرکے اسرائیل سے لے کر دنیا بھر میں پھیلے ہوئے لاکھوں قادیانیوں اور یہودیوں کو اپنا دشمن بنا لیا ہے۔

قادیانی اپنے مخالفوں کو معاف کرنے کے عادی نہیں برباد کرنے کے عادی ہیں۔ وہ ہر اس شخص کے خون کے پیاسے ہیں۔ جو ان کے خانہ ساز عقیدے کا مخالف ہے

ہم سمجھتے ہیں کہ صدر ضیاءالحق کے اس فیصلے کے بعد انہیں قادیانیوں کی طرف سے بہت سے خطرات لاحق ہوئے ہیں۔ تو مسلمانوں کی طرف سے محبت بھی حاصل ہوئی ہے۔ صرف پاکستان کے مسلمان ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے مسلمان ان کے ساتھ ہیں بلکہ اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ جب جناب صدر ضیاءالحق نہیں، صرف ضیاءالحق رہ جائیں گے مسلمان اس وقت بھی ان سے محبت کریں گے۔

اس صدارتی آرڈی ننس کے بعد قادیانیوں کا جو ردعمل سامنے آیا ہے۔ اس کے مطابق قادیانیوں نے کہا ہے کہ "اس فیصلے سے ملک کو نقصان پہنچے گا"۔

انہی الفاظ سے ان کے عزائم سامنے آگئے ہیں اور ایک سمجھدار آدمی بآسانی اندازہ کر سکتا ہے کہ قادیانی شر دماغ اب کیا منصوبہ بندی کریں گے اور "ملک کو نقصان پہنچے گا" کے الفاظ کو ثابت کرنے کے لئے وہ کیا کیا ترکیبیں اور تدبیریں کریں گے۔ تاہم وہ جو بھی چاہیں کریں۔ ہمارے علماء کو اب پہلے سے بہت مختلف انداز میں سوچنا ہوگا۔ اور نئے حالات کے تحت کام کے لئے نئی منصوبہ بندی کرنی پڑے گی۔ اس نکتے کی طرف تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے بعد آغا شورش کاشمیری مرحوم نے بھی توجہ دلائی ہے۔

جاری ہے

ضروری اعلان

آئندہ ہفتہ پرچہ بوجہ تعطیلات عیدالفطر شائع نہیں ہوگا قارئین نوٹ فرمالیں

مینیجر

بقیہ :۔ خصائل نبوی

روایت میں جو اوپر گذری یہ کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ نہیں پھیرا بلکہ کچھ تیز رو لوگ جو تیروں کی برداشت نہ کر سکے بھاگے تھے اُس کے ساتھ ہی یہ قصہ بھی پیش آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس راستے سے بڑھ رہے تھے اُس کو ترک فرما کر دائیں جانب بڑھنا شروع کیا غور کی بات ہے کہ اس انتشار کی حالت میں لشکر کے اکثر حصہ کو یہ کیسے معلوم ہو سکتا تھا۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کس جانب کو بڑھنے کا ارادہ فرمایا ایسی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ایک وقت میں سو آدمیوں کا رہ جانا جیسا کہ ایک روایت میں وارد ہے اور ایک موقع پر اسی کا رہ جانا جیسا کہ دوسری روایت میں وارد ہے حتیٰ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خچر کو تیزی سے بڑھایا تو سامنے سے لوگ ہٹتے رہے اور صرف بارہ آدمی رہ گئے اور اس کے بعد صرف وہ چار شخص رہ گئے جو خچر کی باگ اور رکاب تھامے ہوئے تھے یا رکاب وغیرہ پکڑے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ جب خچر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء کے موافق نہ بڑھ سکا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر سے اتر کر تن تنہا کنکریوں کی ایک مٹھی لے کر ان کی طرف بڑھ گئے یہی وقت ہے جس کو بخاری شریف کی روایت میں اس سے تعبیر کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تھے کوئی بھی ساتھ نہ تھا اس کے ساتھ ایک اجمالی مضمون اپنے ذہن میں یہ ہونے سے کہ اس جنگ میں لوگ بھاگ گئے تھے یہ تجویز کر لینا کہ سارے ہی صحابہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ بھاگ گئے تھے پورے واقعات پر نظر نہ ہونے کا ثمرہ ہے۔ چونکہ پورے لشکر میں انتشار تھا اور یقیناً بہت سے لوگ بھاگ بھی رہے تھے۔ بلکہ بعض لوگ اس ہزیمت سے خوش بھی ہو رہے تھے۔ جیسا کہ مفصل واقعات میں مذکور ہے ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ جیسا کہ انتشار کے وقت کا لازمی نتیجہ ہے اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے جو نہایت بلند آواز تھے لوگوں کو آوازیں دلوائیں اور مہاجرین و انصار اصحاب شجرہ وغیرہ جماعتوں کو علیحدہ علیحدہ آواز دلوائی جس کے سننے پر وہ سب پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے اور دوسرے حملہ میں میدان مسلمانوں کے ہاتھ تھا۔ بہرحال اس مضمون میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے آدمی تھے مختلف روایتیں ہیں اور ہر روایت اپنے اپنے موقع پر چسپاں ہے حتیٰ کہ صحیح بخاری کی روایت کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تن تنہا تھے۔ کوئی ساتھ نہ تھا بھی اپنی جگہ پہ صحیح ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خچر سے اتر کر آگے بڑھ کر ان پر کنکریاں یا مٹی پھینکی تو سب ہی اس وقت پیچھے رہ گئے تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بڑھے چلے جا رہے تھے۔ لیکن کسی روایت میں بھی یہ نہیں ہے کہ جتنے کسی وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھے ان کے علاوہ باقی سب ہی بھاگ گئے تھے۔

۵۔ حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا عبدالرزاق حدثنا جعفر بن سلیمان انبانا ثابت عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ فی عمرۃ القضاء وابن رواحۃ یمشی بین یدیہ وھو یقول

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ
الیوم نضربکم علی تنزیلہ
ضربا یزیل الھام عن مقیلہ
ویذھل الخلیل عن خلیلہ

۵۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو عبداللہ بن رواحہ (اپنی گردن میں تلوار ڈالے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے) آگے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے خلوا بنی الکفار الخ

اے کافر زادو ہٹو آپؐ کا راستہ چھوڑ دو آج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ آنے سے روک دینے پر جیسا کہ تم گذشتہ سال کر چکے ہو ہم تم لوگوں کی ایسی خبر لیں گے کہ کھوپڑیوں کو تن سے جدا کر دیں گے اور دوست کو دوست سے بھلا دیں گے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن رواحہ کو روکا کہ اللہ کے حرم میں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شعر پڑھتے جا رہے ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عمرؓ روکو مت یہ اشعار اُن پر اثر کرنے میں تیر برسانے سے زیادہ سخت ہیں۔

فائدہ :- ۶ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ فرمایا تھا۔ لیکن کفار مکہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موضع حدیبیہ میں روک دیا تھا۔ اُس وقت جو شرائط فریقین میں ٹھہرے تھے۔ اُن میں یہ بھی تھا کہ آئندہ سال آکر اپنا عمرہ پورا کریں اسی معاہدہ کی بناء پر ذیقعدہ ۷ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ فرمایا یہ عمرہ حنفیہ کے نزدیک پہلے عمرہ کی قضاء ہے اور اسی عمرہ کا نام عمرۃ القضاء ہونا بھی حنفیہ ہی کی تائید کرتا ہے بعض آئمہ شافعیہ وغیرہ کا اس میں خلاف ہے اس کی بحث شروح حدیث میں مفصل مذکور ہے اسی سفر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا اور باعزت وشوکت عمرہ سے فراغت فرما کر حسب قرارداد تین دن مکہ میں قیام فرمایا۔ اور پھر مدینہ منورہ کو واپسی ہوگئی۔ حضرت عمرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب اور حرم کے احترام کی رعایت سے ابن رواحہ کو منع فرمایا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامی مصلحت سے کہ اشعار بھی لسانی جہاد ہے اس کو باقی رکھا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت کعبؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے قرآن پاک میں شعر کی مذمت نازل فرمائی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور زبان سے بھی اور یہ زبانی جہاد بھی ایسا ہی ہے گویا کہ تم تیر برسا رہے ہو۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اشعار بھی جہاد کے حکم میں ہیں مگر شرائط اور قواعد کی رعایت جیسا کہ اُس جہاد میں ضروری ہے اس میں بھی ہے

بقیہ :- امراض خبیثہ

کمزوری تھی۔ لکھتے ہیں "واضح ہو کہ حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، درد سر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا۔ اور وہ عصبی کمزوری تھا۔

(ریویو مئی ۱۹۲۷ء صفحہ)

بقیہ :- عشق رسولؐ

شریعت کی جامعیت

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں۔

شریعت ایسا قانون ہے جو تینوں کو جمع کیے ہوئے ہیں۔۔ ھذا البصائر یہ آنکھیں بھی ہیں وھدی اور راستہ بھی اسی کے ذریعے طے ہوتا ہے ورحمتہ اور رحمت ہے یعنی مقصود بھی اس سے حاصل ہوتا ہے سبحان اللہ بصیرت، طریق، مقصود اسی ایک شریعت میں ہیں پھر ایسی شریعت کے کیوں قربان نہ ہوں۔

(مواعظ اشرفیہ صفحہ)

شان شریعت

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ:

یہاں سے شریعت مطہرہ کی شان اور وسعت معلوم ہوگی کہ شریعت اسلامی کے سوا کوئی قانون ایسا نہیں کہ جس میں تمام واقعات جو قیامت تک ہونے والے ہیں سب کا حکم موجود ہے اور (شریعت نے) قواعد کلیہ ایسے بیان فرمائے ہیں جن سے تمام واقعات کے احکام مستنبط ہوتے ہیں۔ (وعظ الاخلاص صفحہ)

حضرت حکیم الامتؒ کے مندرجہ بالا ارشادات کسی توضیح و تبصرہ کے محتاج نہیں۔ ایک ایک سطر سے عشق رسولؐ پھوٹا پڑتا معلوم ہوتا ہے جو لوگ علمائے دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ مندرجہ بالا چند ارشادات کو بغور پڑھیں پھر ان پاک نفوس کے بارے میں لب کشائی فرمادیں۔

بقیہ :- کاروان ختم نبوت

مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کا ایک وفد حضرت مولانا فیض اللہ صاحب امیر مجلس ختم نبوت تھرپارکر کی قیادت میں ڈپٹی کمشنر تھرپارکر اور ایس پی تھرپارکر جناب فتح محمد سومرو سے تفصیلی بات چیت کی اور قادیانیوں کی نشاندہی کردی ہے جناب ایس پی اور ڈی سی تھرپارکر کو آگاہ کیا گیا وفد میں مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد ڈویژن کے مبلغ حضرت مولانا نذیر احمد بلوچ، مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے ناظم اعلیٰ میاں عبدالواحد، ناظم نشریات جناب قیصر سلطان، مستری برکت علی، حافظ ریاض احمد اور مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع تھرپارکر کے جنرل سیکرٹری حافظ منیر احمد بھی شامل تھے

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3220

عارف صحرائی

مرزا طاہر احمد کا

بی۔ بی۔ سی کو انٹرویو

نشریہ ۲۵۔ مئی ۱۹۸۴ء

ہم مسلمانوں "کو کافر کوئی کہہ سکتا نہیں
لندنی آقا کے گھر میں بیٹھ کر یہ بولنا

نام پہ اسلام کے مرزائی شریعت کا زہر
آشنائے دیں نہ ہو جو اس ذہن میں گھولنا

ذلتوں کی اک صدی کو بھول جانا وقت
اور کفر و کذب کے سارے پلندے کھولنا

صاحبانِ عقل کا یہ ازل سے دستور ہے
بات کو کرنے سے پہلے چاہئے ہے تولنا

میرزا کا عقل سے لیکن کہاں ہے واسطہ
ان کی تو فطرت رہی سچا ئیوں کو روکنا

ہم کسی قانون کو تسلیم کرتے ہی نہیں
کون کہہ سکتا ہے اس کو ذی فہم کا بولنا

عالمانِ دین سب اغیار کے ایجنٹ ہیں
خوب ہے مرزا کے سر میں ذہن کا کھولنا

جھوٹ کی بہتات جس میں مکر با افراط ہے
سرزمینِ غیر میں مرزا کا ہے وہ بولنا

بے صدا لاٹھی کبھی جو یاد آئی جانِ من
چھوڑ دو گے حیثیت سے بڑھ کے اپنی بولنا